رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور و معروف اخبار جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

چندہ سالانہ
حکومت اور والیان ریاست سے
امراء رؤساء سے
معاونین سے
عوام سے
قیمت فی پرچہ ۲/

اعلیٰ مدیر — مسؤل مدیر
شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی ۔ شیخ محمود احمد عرفانی مجاہد مصری

جلد ۴۱ — مؤرخہ ۱۳ محرم ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۴ مارچ ۱۹۳۸ء یوم دوشنبہ — نمبر ۷

تمام اخبار الحکم کے خریداروں کے نام کھلا خط

الحکم کے زندہ رکھنے کے لئے بقیہ بقایا اور ۳۸ء کی پیشگی قیمتوں کا وصول ہونا نہایت ضروری ہے۔ وی پی بھیجے ہیں۔ احباب اس اعلان کو کافی خیال فرمالیں۔ اور وی۔پی وصول کرنے کے لئے تیار رہیں۔

جو احباب اس امر کے عادی ہیں۔ کہ وہ اخبار کی قیمت ادا نہ کریں۔ میں ان کے علم کے لئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ امر یقیناً دیانت داری کے مقام سے گرا ہوا ہے۔ وہ خواہ اسے معمولی خیال کریں۔ مگر یہ نہ صرف ہمارے لئے حوصلہ شکن ہے بلکہ ان کے لئے بھی بابرکت نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ حقوق العباد کا غصب ہے۔

میں کسی متقی اور مخلص احمدی سے توقع نہیں رکھتا۔ کہ وہ چند روپوں کی خاطر اپنے اعمال میں یہ لکھوائے کہ اس نے ایک اخبار کو مفت ہضم کرنے کی کوشش کی۔

کسی شخص پر کوئی جبر نہیں۔ جو اخبار الحکم نہ خریدنا چاہے وہ نہ لیوے۔ لیکن پرچے وصول کرکے قیمت ادا نہ کرنا سخت اخلاقی نقص ہے۔

میں امید کرتا ہوں کہ احباب اپنے نام کے ساتھ اس نقص کو منسوب کرانا پسند نہ کریں گے۔ اس لئے الحکم کے بقایا جات کو فوراً صاف فرما کر ممنون فرمائیں!

افریقہ۔ ایران۔ عراق۔ لندن کے خریداروں کو بوجہ اخراجات کی زیادتی کے الگ خطوط روانہ نہیں کئے جا سکتے میں نے متعدد مرتبہ الحکم میں ان ممالک کے خریداروں کو توجہ دلائی ہے۔ بلکہ ایک دفعہ مکمل فہرست مع بقایا جات کے شائع کر دی تھی۔ ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان ممالک کے خریداروں کے ذمہ ڈیڑھ ہزار سے زائد قیمت واجب الادا ہے۔ ہر ایک دوست کو الگ الگ خطوط بھیجنے مشکل ہیں۔ اس کھلے خط کو پڑھنے کے بعد اگر وہ الحکم کو زندہ دیکھنے کے متمنی ہیں۔ اگر ان کے دل پر اس امر کا کچھ بھی اثر ہے۔ کہ اس اخبار نے سلسلہ کی گرانقدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ اور اب بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت۔ اور غیر مطبوعہ نادر تحریروں کی اشاعت کا قیمتی کام کر رہا ہے۔ تو وہ مہربانی کرکے اس کی قیمتیں اور بقائے صاف کر دیں۔

ان ممالک کے احمدی خدا کے فضل سے فارغ البال ہیں۔ وہ قیمت کے سوا اگر چاہیں تو اعانت کا ہاتھ بھی دراز کر سکتے ہیں۔ مگر اس وقت تو میں غنیمت جان لوں گا کہ اگر وہ سابقہ بقایا صاف کر دیں۔

خدا کرے کہ آپ لوگوں کے دل میں درد پیدا ہو اور آپ اپنے فرض کا احساس کریں۔ اور یہ جان لیں کہ اس سب سے پہلے اخبار کی زندگی کا قائم رکھنا ایک زندہ جماعت کا فرض ہے۔

درخواستِ دُعا

یہ خاکسار نہایت عجز سے تمام بزرگانِ ملت اور احباب کرام کی خدمت میں درخواست کرتا ہے کہ اس عاجز کے لئے نہایت دردِ دل سے بارگاہِ ایزدی میں دعائیں فرمائیں۔ دشمنوں نے اس عاجز کے خلاف جھوٹے مقدمات دائر کئے ہیں۔ اور ایک گہری سازش اس عاجز کے خلاف کام کر رہی ہے۔ اور اس عاجز کو معطل کر دیا گیا ہے جس کی وجہ سے حالت نہایت مخدوش اور خطرناک ہے۔ للہ سب صاحبان نہایت درد اور تڑپ سے دعائیں فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ اور اس عاجز پر احسانِ عظیم فرماویں۔ والسلام

خاکسار۔ نیاز محمد انسپکٹر پولیس

میرپور خاص۔ سندھ

اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپوا کر دفتر اخبار الحکم قادیان سے شائع کیا

صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں کے نمونے

(۶)

حضرت حکیم فضل الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک عریضہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں۔ اور حضورؑ کا اس پر اپنی قلم سے جواب

یہ قیمتی تحریر جناب مولوی غلام نبی صاحب مولوی فاضل کی مہربانی سے مجھے ملی ہے۔ جسے میں شکریہ سے شائع کرتا ہوں۔ اس تحریر میں حکیم صاحب نے جو مہتمم لنگر خانہ تھے۔ سالانہ جلسہ کے لئے بالن کے انتظام کے لئے بھی حضورؑ کو توجہ دلائی ہے۔

الصلوٰۃ والسلام علیکم یا رسول اللہ

ایام جلسہ قریب ہیں۔ بعض اشیاء بہت ضرورت

کے وقت یا تو نہیں ملتیں یا بہت ہی گراں

دستیاب ہو کر قیمت پر ملتے ہیں جیسے لکڑ

اُپلے یا ساز وغیرہ لہٰذا عرض ہے کہ اگر

حضور کی رائے میں مناسب ہو تو بوقت

حافظ حامد علی ... جلسہ کے نام حکم دیا جاوے

کہ وہ ابھی سے اسطرح یا لکڑی کا کریں

یا جیسے حکم ہو

فقط حکیم فضل الدین
حضور عالی

الحمد للہ ... فضل اور حضور کی دعا سے

اس وقت فقیر بالکل اچھا ہے۔ ہاں ضعف بہت ہے

رہ جانے ... ضعف ... دعا ...

حضرت مسیح موعود علیہ السلام (کا) جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

الحمد للہ آپ کو صحت ہو گئی ہے ...

انتظام ... جلدی ...

والسلام مرزا غلام احمد

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکتوب کا فوٹو

مجھے افسوس ہے کہ اس اشاعت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکتوب کا فوٹو نہیں شائع کیا جاسکا۔
آئندہ کسی اشاعت میں جلد شائع کر دیا جائیگا
وباللہ التوفیق

مبلغ بلاد عربیہ کی واپسی

یہ خبر نہایت خوشی اور مسرت کے ساتھ سنی جائے گی۔ کہ مولوی محمد سلیم صاحب مبلغ بلاد عربیہ دو سال تبلیغی خدمت سرانجام دینے کے بعد واپس آ رہے ہیں۔ انشاء اللہ ۹ مارچ کو کراچی سے روانہ ہوں گے۔ اور ۱۰ مارچ بروز جمعرات ۱۲ بجے کی گاڑی سے قادیان پہنچیں گے احباب اس مجاہد بھائی کا اسٹیشن پر استقبال کریں۔
ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

ایڈیٹر اخبار "احسان" پر ایک سو روپیہ جرمانہ معہ خرچہ کی ڈگری

ڈسٹرکٹ ڈاکٹر محمد دین صاحب نے ایڈیٹر اخبار احسان کے خلاف ایک ہتک آمیز جھوٹی اطلاع شائع کرنے پر عدالت دیوانی میں جو مقدمہ دائر کیا تھا۔ اس کا فیصلہ ہو گیا ہے۔ عدالت نے ایڈیٹر اخبار "احسان" کو مجرم قرار دیتے ہوئے ایک سو روپیہ جرمانہ معہ خرچہ کی ڈگری دی ہے۔

سیرت المہدی کا ایک ورق

روایات اخوند محمد اکبر خاں صاحب۔ ایچ۔ ڈی۔ سی بنگلگری حال مقیم قادیان
(بوساطت نظارت تالیف وتصنیف)

اگرچہ اس عاجز کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت کا بہت ہی کم موقعہ ملا ہے۔ تاہم اس ارشاد کی تعمیل میں جو کچھ حالات اس عاجز کو معلوم ہیں وہ ذیل میں عرض کرتا ہے

(۱)

خاکسار اصل متوطن ڈیرہ غازیخاں کا ہے۔ قوم کا پٹھان غلزئی نوریز خیل ہے ۱۹۰۴ء کے اوائل میں خاکسار پہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت منکشف ہوئی۔ اور اسی سال ہی خاکسار جماعت احمدیہ میں شامل ہو گیا۔ لیکن یہ پختہ طور پر یاد نہیں کہ آیا اس سال بیعت کا خط بھی لکھ دیا تھا۔ یا نہیں۔ خاکسار پہلی دفعہ ۱۹۰۵ء میں سالانہ جلسہ پہ قادیان دارالامان گیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوا۔ اور حضورؑ کی دستی بیعت بھی کی۔ دوسری دفعہ یہ عاجز ۱۹۰۷ء کے جلسہ سالانہ میں قادیان گیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوا۔ اور ہر دو جلسوں میں حضور کی تقریریں سن کر فیضیاب ہوا۔

(۲)

۱۹۰۷ء کا واقعہ ہے۔ خاکسار کے رشتہ کے ایک دادا تھے۔ جو خاکسار کے والد ماجد کے چچا تھے۔ ان کا نام اخوند امیر بخش خاں تھا۔ وہ پولیس میں سب انسپکٹر اور انسپکٹر رہے تھے۔ اور پنشن یاب ہو کر گھر آ گئے تھے۔ ان کو احمدیت سے سخت عناد تھا۔ ان دنوں ڈیرہ غازیخاں کے سرکردہ مولوی عزیز بخش صاحب بی۔ اے تھے جو امیر پیغام کے بڑے بھائی ہیں۔ اور وہاں ملازم تھے۔ جس محلہ میں وہ رہتے تھے۔ وہاں ایک مسجد تھی۔ جو ویران پڑی تھی۔ کوئی اس میں نماز نہ پڑھتا تھا۔ اور گدھے وغیرہ آ کر اس میں ٹھہرا کرتے تھے۔ جماعت ڈیرہ غازیخاں نے اس مسجد کو درست کیا۔ اور اس میں نماز پڑھنے لگی۔ اور کچھ عرصہ بعد ایک مولوی فضل الحق نام اس محلہ میں آکر رہائش پذیر ہوا۔ اور محلہ والوں کو بھڑکانا شروع کیا کہ احمدیوں کو اس مسجد سے نکالنا چاہیئے۔ اس نے اس مسجد میں اپنے طالبعلموں کو پڑھانا شروع کر دیا۔ اور جس وقت ہماری نماز کی جماعت ہوتی وہ بھی اسی وقت اپنی علیحدہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا۔ خاکسار کے دادا صاحب مذکور نے شہر ڈیرہ غازیخاں کے تھانہ کے انچارج سب انسپکٹر کو اکسایا کہ وہ رپورٹ کرے۔ کہ جس مسجد میں احمدی جماعت نماز پڑھتی ہے۔ وہاں غیر احمدی بھی پڑھتے ہیں۔ ان میں فساد کا اندیشہ ہے۔ ہر دو فریق کے سرکردوں سے ضمانت لی جاوے۔ یا کوئی اور انتظام کیا جاوے۔ چنانچہ اس

سب انسپکٹر نے اس قسم کی رپورٹ کر دی۔ جب اس عاجز کو اس امر کا علم ہوا۔ تو خاکسار نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور ایک درد بھرا خط لکھا۔ جس میں ان حالات کا ذکر کیا۔ اور یہ بھی اس خط میں خاکسار نے لکھا کہ خاکسار کے دادا صاحب کو احمدیت سے اس قدر عناد ہے کہ اگر اس کا بس چلے تو وہ اس عاجز کو قتل کر دے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ازراہ کمال شفقت اور ذرہ نوازی خاکسار کے عریضہ کی پشت پر خود اپنی قلم سے جواب تحریر فرما کر خاکسار کے پاس بھیجا افسوس ہے کہ وہ خط محفوظ نہیں رہ سکا۔ جو کچھ حضورؑ نے تحریر فرمایا اس کا مفہوم یہ تھا۔ کہ حضور نے دعا فرمائی ہے انشاء اللہ تعالےٰ اس کا جلد نیک نتیجہ ظاہر ہوگا۔ اور کہ جماعت کو چاہیئے کہ ہرگز ضمانت نہ دیوے۔ اگر مسجد چھوڑنی پڑے تو چھوڑ دی جائے۔ اور کسی احمدی کے مکان پہ نماز باجماعت کا انتظام کر لیا جائے۔

حضور کے اس خط کے آنے کے بعد تھوڑے دنوں کے اندر چند دن بیمار رہ کر فوت ہو گئے۔ سب انسپکٹر ڈیرہ غازیخاں نے جو رپورٹ کی تھی وہ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس نے صاحب ڈپٹی کمشنر کے پاس بھیج دی۔ جنہوں نے ایک مسلمان ای۔ اے۔ سی کو تحقیقات کیلئے تعینات فرمایا۔ کہ وہ ہر دو فریق کی آپس میں مصالحت کرا دیوے۔ چنانچہ وہ ای۔ اے۔ سی کئی مہینے مصالحت کی کوشش کرتا رہا۔ مگر کامیابی نہ ہوئی۔ آخر دریائے سندھ نے شہر ڈیرہ غازیخاں کے اس حصہ کو برد کر دیا۔ جس کے بعد نہ وہ مسجد رہی اور نہ وہ جھگڑا رہا۔ جب سارا شہر برد ہو گیا۔ تو جماعت احمدیہ کو اللہ تعالےٰ نے توفیق دی اور نئے شہر میں اس نے اپنی مسجد تعمیر کرائی۔ غالباً نئے شہر ڈیرہ غازیخاں میں سب سے پہلے جو مسجد تعمیر ہوئی وہ احمدیہ مسجد تھی۔

(۳)

اس کے علاوہ ایک اور واقعہ خاکسار نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ایک اور صحابی سے سنا ہوا ہے جو فوت ہو چکے ہیں۔ خاکسار مناسب سمجھتا ہے کہ اس کا ذکر بھی کر دے۔ صحابی موصوف چوہدری نذر محمد صاحب تھے۔ جو اصل متوطن اودرحمہ ضلع شاہپور تھے۔ اور حضرت مولوی شیر علی صاحب کے رشتہ داروں میں سے تھے۔ وہ ڈیرہ غازیخاں میں ملازم تھے۔ جہانتک اس عاجز کو یاد ہے۔ وہ روایت کرتا ہے۔ کہ سلسلہ احمدیہ میں منسلک ہونے سے پہلے

ان کی حالت اچھی نہ تھی۔ اور وہ اپنی اہلیہ کو پوچھتے تک نہ تھے۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک زمانہ میں ہدایت بخشی۔ اور شناخت کی توفیق دی جس کے بعد ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کا شوق ہوا۔ چنانچہ وہ قادیان دارالامان گئے۔ مگر وہاں جانے پر معلوم ہوا کہ حضور کسی مقدمہ کی وجہ سے گورداسپور تشریف لے گئے ہوئے ہیں۔ چنانچہ وہ گورداسپور گئے۔ اور ایسے وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت اور ملاقات کا موقعہ ملا۔ جب حضور بالکل اکیلے تھے اور چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ چنانچہ انہوں نے حضورؑ کو دبانا شروع کیا۔ اور دعا کی درخواست کی۔ اتنے میں کوئی اور دوست حضورؑ کی ملاقات کے لئے آیا۔ جنہوں حضور کے سامنے ذکر کیا۔ کہ اس کے سسرال نے اپنی لڑکی بڑی مشکل سے اسے دی ہے۔ اب اس نے بھی ارادہ کیا ہے کہ وہ انکی لڑکی کو ان کے پاس نہ بھیجے گا۔ جونہی حضور نے اس کے ایسے کلمات سنے حضور کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ اور حضور نے غصہ سے اس کو فرمایا کہ فی الفور یہاں سے دور ہو جاؤ۔ . . . . ایسا نہ ہو تمہاری وجہ سے ہم پر بھی عذاب آجائے چنانچہ وہ اٹھ کر چلا گیا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد واپس آیا۔ اور عرض کی کہ وہ توبہ کرتا ہے اسے معاف فرمایا جائے جس پر حضور نے اسے بیٹھنے کی اجازت دی۔ چوہدری نذر محمد صاحب مرحوم کہتے تھے۔ کہ جب یہ واقعہ انہوں نے دیکھا تو دل میں سخت نادم ہوا کہ اتنی سی بات پر حضورؑ نے غصہ منایا۔ حالانکہ ان کی اپنی حالت یہ ہے۔ کہ وہ اپنی بیوی کو پوچھتے تک نہیں۔ اور اپنے سسرال کی پرواہ نہیں کرتے۔ یہ کتنا بڑا گناہ ہے۔ وہ کہتے تھے کہ انہوں نے وہیں بیٹھے بیٹھے توبہ کی۔ اور دل میں عہد کیا۔ کہ اب جاکر اپنی بیوی سے معافی مانگوں گا۔ اور آئندہ بھی اس سے بدسلوکی نہ کروں گا۔

چنانچہ وہ فرماتے تھے کہ جب وہاں سے واپس آئے تو بیوی کے لئے کئی تحائف خرید لے۔ اور گھر پہنچ کر اپنی بیوی کے پاس گئے۔ اور اس کے آگے تحائف رکھ کر پچھلی بدسلوکی کی اس سے منت کر کے معافی مانگی۔ وہ حیران ہو گئی کہ ایسی تبدیلی ان میں کس طرح سے پیدا ہو گئی ہے۔ جب اس کو معلوم ہوا کہ یہ سب کچھ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل ہے۔ تو وہ بے حد و بے شمار دعائیں دینے لگی۔ کہ حضور نے اس کی تلخ زندگی کو راحت بھری زندگی سے بدل دیا ٭

جناب شیخ عبدالکریم کراچی کے قلم سے

یہ روایات شیخ عبدالقادر صاحب مؤرخ سلسلہ عالیہ نے تحریر کر کے نظارت تالیف و تصنیف کو ارسال کی تھیں۔ جہاں سے دفتر الحکم نے حاصل کر کے شائع کیں

میرا نام شیخ عبدالکریم ہے۔ میری عمر اس وقت ۶۲-۶۳ سال کی ہے۔ میں ۱۹۰۷ء میں آٹھ ماہ دارالامان میں رہا ہوں۔ اس زمانہ میں میں کراچی میں کتب فروشی کا کام کیا کرتا تھا۔ اور آجکل جلد سازی کا کام کرتا ہوں۔ مجھے صرف چند باتیں یاد ہیں۔

میں ۱۹۰۳ء میں حکیم احمد حسین صاحب لائلپوری کے ذریعہ احمدی ہوا تھا۔ حکیم صاحب گولاپور کے باشندہ تھے۔ مگر چونکہ لائلپور میں حکمت کا کام کرتے تھے۔ اور وہیں ان کی وفات ہوئی۔ اس لئے لائلپوری ہی مشہور رہے۔ وہ اپنے کام کے لئے کراچی تشریف لائے تھے۔ ان کی تبلیغ سے میں احمدی ہو گیا تھا۔ ۱۹۰۴ء میں جب میں لاہور گیا۔ تو ان کے مکان پر ہی ٹھہرا۔ جب میں جمعہ پڑھنے گنٹی کی مسجد میں گیا۔ تو وہاں اعلان کیا گیا کہ حضورؑ تشریف لانے والے ہیں اور حضورؑ کا ایک لیکچر بھی یہاں ہو گا۔ چنانچہ یہ اعلان سنکر میں بھی ٹھہر گیا۔ جب حضورؑ تشریف لائے تو میاں معراج دین صاحب کا مکان تیار ہو رہا تھا۔ اور بعض کمرے مکمل بھی ہو چکے تھے۔ حضرت صاحب نے وہیں قیام کرنا پسند فرمایا تھا۔ اور اس میں جمعہ کی نماز بھی پڑھی تھی۔ خطبہ مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے پڑھا تھا۔ اور نماز بھی انہوں نے ہی پڑھائی تھی۔ میں دیوانہ وار پھر رہا تھا۔ اور چاہتا تھا۔ کہ حضرت اقدسؑ سے کسی نہ کسی طریق سے ملاقات ہو جائے۔ اتنے میں ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے میرا ہاتھ پکڑ کر زور سے آگے کیا۔ میں پہلی صف میں حضرت اقدسؑ کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ (بائیں طرف) میں جب التحیات میں بیٹھا۔ تو اپنے گناہوں کا خیال کر کے۔ اور حضرت اقدس کے ساتھ اپنا کندھا لگنے کا خیال کر کے بے اختیار رو پڑا ہچکی بھی بندھ گئی۔ حضرت اقدسؑ نے میری یہ حالت دیکھ کر میری پیٹھ پر اپنا دست شفقت پھیرا۔ اور تسلی دی۔

لیکچر سے پیشتر اس زمانہ میں جو لاہور کا حاکم تھا۔ اس نے حضرت اقدس کی خدمت میں لکھا۔ کہ ہم آپ کے لیکچر کے وقت حفاظت کا انتظام کرنا چاہتے ہیں۔ آپ مہربانی فرما کر ہمیں تاریخ اور مقام سے مطلع فرمائیں۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ لکھ دو۔ کہ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ وہی بہترین محافظ ہے۔ آپ کی مدد ہمیں درکار نہیں۔ پھر اس نے لکھا کہ چونکہ گورنمنٹ کی طرف سے ہم امن کے ذمہ دار ہیں۔ اگر کوئی گڑبڑ ہو گئی۔ تو ہماری بدنامی ہے۔ اس لئے گو آپ کو ضرورت نہیں مگر ہمیں بدنامی کا ڈر ہے۔ اس پر آپ نے تاریخ اور وقت کی اطلاع بھجوائی۔ حاکم موصوف نے بہت اچھا انتظام کیا۔ سڑکوں پر چھڑکاؤ کرا دیا۔ اور سواری کے ساتھ اندازاً آٹھ سوار گئے۔ اور پھر واپس بھی ساتھ ساتھ آئے۔

جب حضرت اقدسؑ قادیان روانہ ہوئے۔ تو عاجز بھی ساتھ گیا۔ قادیان میں پہنچے ہی تھے۔ کہ تاریخ پر گورداسپور جانا پڑا۔ میں بھی ساتھ ہو گیا۔

(۲)

عصر کی نماز کے بعد ایک دفعہ حضورؑ نے فرمایا۔ کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم نے مسیح موعود کو دیکھ لیا اور بیعت کر لی ہے ہماری بخشش کے لئے صرف یہی کافی ہے۔ فرمایا اصل چیز ایاك نعبد وایاك نستعین ہے۔ اس سے انسان کا بیڑا پار ہو سکتا ہے۔ ہم تو صرف راستہ دکھانے کے لئے آئے تھے سو ہم نے راستہ دکھا دیا۔

(۳)

قادیان میں ایک موقعہ پر حضورؑ نے مجھے سعدی خانصاحب کی معرفت بلوا بھیجا۔ میں سخت گھبرا گیا۔ کیونکہ اس زمانہ میں قلاسعراللہ دین مہمانخانہ کے مہتمم تھے۔ جنہوں نے ایک غریب حاجی کا سماوار لے جا کر ڈھاب میں دبا دیا تھا۔ کیونکہ ان کا خیال تھا کہ اس کے دھوئیں کی وجہ سے باقی مہمانوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ اس غریب حاجی نے بہت تلاش کیا مگر نہ ملا۔ آخر حضرت اقدس کو خبر ہوئی۔ حضور نے قلاسعر صاحب کو بلایا۔ اور ناراض ہو کر چھ ماہ کے لئے قادیان سے نکل جانے کا حکم دے دیا۔ میں سمجھا کہ شاید مجھ پر بھی حضور کسی وجہ سے ناراض ہو گئے ہوں۔ اس لئے میں نے سعدی خانصاحب سے دریافت کیا کہ کیا بات ہے۔ انہوں نے کہا۔ کہ ایک تجوری کو ایک کمرہ سے اٹھا کر دوسرے کمرہ میں رکھنا ہے۔ اور حضرت اقدس نے تمہارا نام لے کر کہا ہے۔ کہ عبدالکریم کراچی والے کو بلاؤ۔ میں ایک مضبوط رسّا اور ایک مضبوط لکڑ لے کر گیا۔ حضورؑ اپنے صحن میں ٹہل رہے تھے۔ اور ہاتھ میں ایک قلم تھا جس سے کوئی تصنیف فرما رہے تھے۔ میں نے السلام علیکم عرض کیا۔ حضورؑ نے وعلیکم السلام فرما کر کہا۔ آپ آ گئے۔ میں نے عرض کی حضور حاضر ہو گیا ہوں۔ حضورؑ مجھے لے کر ایک کمرہ میں گئے۔ اور بتایا کہ یہ تجوری ہے اس کمرہ سے اٹھوا کر اس کمرے میں رکھوا دو۔ چنانچہ میں نے دو نوجوانوں کی مدد سے یہ کام کر دیا۔ اور حضور کو اطلاع دی۔ حضورؑ تشریف لائے اور دیکھ کر فرمایا بہت ٹھیک ہے

(۴)

گورداسپور میں ایک دفعہ میں حضرت اقدسؑ کی ایک نظم پڑھ رہا تھا۔ حضرت اقدس نے جو آواز سنی تو فرمایا کہ کون پڑھ رہا ہے۔ مرزا خدا بخش صاحب نے کہا کہ حضور کراچی سے جو صاحب آئے ہوئے ہیں۔ وہ پڑھ رہے ہیں۔ فرمایا بہت اچھا پڑھتے ہیں۔ اور بھی پڑھیں چنانچہ میں نے تین چار نظمیں پڑھیں۔ حضرت مولٰینا نورالدین صاحبؓ کو بخار تھا۔ فرمایا نظمیں سن کر میرا تو بخار ہی اتر گیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نایاب اور اچھوتی تحریریں

فائدہ | شرک تین قسم پر ہے۔ ایکؔ بہت ظاہر اور بدیہی۔ اور وہ یہ جو بلا تعلق اور بلا واسطہ دوسری چیزوں کو خدا کا شریک قرار دینا۔

دوسرا شرک وہ ہے۔ جو ظاہر اور بدیہی نہیں۔ بلکہ نظر اور فکر سے معلوم ہوتا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ جن چیزوں کو افعال الٰہی سے بظاہر مشارکت پائی جاتی ہے۔ ان سے بھی منہ پھیر کر فاعل حقیقی ایک ذات خدا کو سمجھنا۔ یعنی اسباب سے مسبب کی طرف رجوع کرنا۔

تیسری قسم شرک کی یہ ہے۔ کہ اگرچہ نظر اور فکر کو اس کی دریافت کرنے میں دخل ہے مگر مجرد نظر اور فکر سے وہ دریافت نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس کے ساتھ تزکیہ نفس کا شرط ہے جو کمال محبت سے حاصل ہوتا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ بجز وجود باری تعالیٰ کے اور تمام وجودوں کو نیست اور نابود سمجھنا۔ اور ایسے شرک کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا۔ کیونکہ تزکیہ تام بغیر محبت نہیں ہو سکتا۔ سو یہ ایک محبت تام کی طرف اشارہ ہے؛

وفاداری کا مقام بہت بلند ہے

ہماری جماعت کا فرض ہے کہ وفادار رہے

جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب سرساوی کی قلم سے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بارہا اپنی جماعت کو یہ نصیحت فرمائی کہ:۔

"ہماری جماعت کو چاہئیے۔ کہ وہ مقام وفاداری کو سامنے رکھے۔ اور کوئی کام بھی تمہارا ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ جو تم کو وفاداری سے گرا دے۔ یہ مقام اتنا بلند ہے کہ جو کوئی اسے چھوڑتا ہے۔ اس کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا"

پھر فرمایا:۔ "کہ دیکھو بلعم باعور کے متعلق خدا تعالیٰ نے اسی لئے قرآن کریم میں ذکر فرمایا ہے کہ ہم اس کو بلند کرنا چاہتے تھے مگر اس نے مقام وفا کو چھوڑ دیا۔ اور ہمارے بندے سے مقابلہ کیا اور گر گیا۔ پس ہماری جماعت کو چاہئیے۔ کہ سرکشی سے پرہیز کرے۔ اور مقام وفا کو نہ چھوڑے"

اس طرح حضورؑ نے بارہا اپنی جماعت کو وفاداری کے مقام کی طرف توجہ دلائی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ جماعت میں ایسے کمزور لوگ اسوقت بھی موجود تھے۔ جو اپنے اندر گند رکھتے تھے یا انکی حالت منافقانہ تھی۔ آج جو اعتراضات حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ پر کئے جاتے ہیں۔ یہ کوئی نئے نہیں۔ تمام پہلے انبیاء اور راستبازوں پر ہوتے چلے آئے ہیں۔ حتیٰ کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بھی ہوتے رہے ہیں۔ آج کی صحبت میں میں بعض ایسے ہی لوگوں کا تذکرہ کروں گا۔ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں سرکشی کی تھی۔ اور مقام وفا کو چھوڑ دیا تھا۔ پھر ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ان کا انجام کیسا برا ہوا۔ انہی میں سے ایک **بابو محمد** تھا۔

بابو محمد بظاہر بہت مخلص آدمی تھا۔ اور اس نے ایسے وقت میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو قبول کیا تھا جبکہ زمین احمدیوں پر تنگ ہو رہی تھی۔ اور وہ اپنی کمائی کا بیشتر حصہ خدمت اسلام کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا کرتا تھا۔ اور کبھی اس نے کوئی اعتراض نہ کیا تھا۔ مگر جب لاہوری جماعت کے سرکردہ لیڈروں نے اس کے سامنے بار بار ایسے ذکر کئے۔ کہ حضرت اقدس روپے کا کوئی حساب نہیں رکھتے بلکہ کثیر رقم زیورات اور لباس پر خرچ ہو جاتی ہے۔ یا حضرت میر ناصر نواب صاحب مٹی کھودانے پر خرچ کر دیتے ہیں۔ تو ان تذکروں کا ایسا برا اثر ہوا کہ انہوں نے ایک خط حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں لکھ بھیجا جس سے حضور کو ناراضگی ہوئی۔ مگر باوجود ناراضگی کے اس مجسمہ رحم و کرم نے عفو سے کام لیتے ہوئے ان کو ایک خط نصیحت آمیز لکھا۔ مگر بابو محمد نے حضرت اقدس کے اس لطف و کرم سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا۔ اور ایک اور خط لکھ مارا۔ جو اپنے اندر زیادہ بیباکی لئے ہوئے تھا۔ اور اس میں کفر اسلام کے مسئلہ کا ذکر بھی کیا ہوا تھا۔ اس دوسرے خط سے حضورؑ کو مزید ناراضگی ہوئی۔ اور جب حضورؑ ظہر کی نماز ادا کرنے کے لئے تشریف لائے تو اس خط کا ذکر فرمایا اور فرمایا:۔

"میں جانتا ہوں ہماری جماعت میں ایسے لوگ بھی ہیں جو بظاہر ہمارے ساتھ ہیں۔ مگر ان کے دلوں میں گند بھرا ہوا ہے۔ اور جب وہ اکٹھے ہوتے ہیں تو مجھ پہ ایسے اعتراض کرتے ہیں۔ اور دوسروں کو بھی اعتراض کا موقع دیتے ہیں۔ پس جو لوگ میری نسبت حسن ظنی نہیں رکھتے وہ میرے ساتھ کس طرح رہ سکتے ہیں"

حضور نے فرمایا:۔ "میں نے بابو محمد کو لکھ بھیجا ہے۔ کہ اب آپ کو حرام ہے کہ کوئی چندہ میری طرف بھیجیں۔ اور میں آپ کو اپنی جماعت سے خارج کرتا ہوں"

اس سے احباب کو معلوم ہو جائے گا کہ ایسے لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں ہی پیدا ہو چکے تھے۔ جو اعتراض کرتے تھے۔ اور یہ کفر اسلام کا مسئلہ بھی کوئی نیا مسئلہ نہ تھا۔ اور ان اعتراضات کا نتیجہ یہی تھا کہ ایسے لوگ جماعت سے کاٹے گئے اور خارج کئے گئے

جن باتوں کا حضورؑ نے قطعی طور پر فیصلہ فرمایا تھا۔ ان پر حضورؑ نے عملی طور پر عمل بھی کر کے دکھا دیا تھا۔ اور ہم لوگوں نے بھی اس پر اسی وقت عمل کر لیا تھا۔ اور ہم نے فیصلہ کر لیا تھا کہ ان امور کے ہم خود عامل بنیں گے۔ اور دوسروں سے عمل کرائیں گے۔

پس حضور نے اپنے ساتھ اپنی پاک جماعت کو دوسرے لوگوں سے بالکل الگ کر لیا تھا اور فرما دیا کہ۔

"ہماری جماعت کے دوست غیروں کے پیچھے نماز پڑھیں اور نہ رشتہ دیں۔ لیکن اگر کوئی رشتہ دے تو لے لیا کریں"

ان دونوں حکموں سے جماعت بالکل علیحدہ ہو گئی۔ باوجود اسکے کہ جماعت ان حکموں پر کاربند تھی۔ مگر ایک ٹولہ ایسا بھی تھا جن کو یہ دونوں حکم شاق گذرتے تھے۔ اور وہ عجیب در عجیب طریق پر باتیں حضورؑ کے سامنے پیش کرتے رہتے تھے۔ تاکہ ان کا منشاء پورا ہو سکے کبھی کہتے کہ حضور جو ہمیں کافر نہیں کہتے ان کے ساتھ نماز پڑھ لیا کریں۔ حضور سن کر یہی فرماتے کہ:

"جو لوگ ہمیں کافر تو نہیں کہتے مگر کافر کہنے والوں سے ملتے ہیں۔ اور ان کو سچا سمجھ کر ان کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں۔ تو ہم کس طرح سے تعیین کر لیں کہ وہ ہمیں کافر نہیں کہتے اور ہمیں مسلمان سمجھتے ہیں۔ ایسے لوگ ان کے ساتھ ہی ہیں۔ اور ان سے پرہیز کرنا ازبس ضروری ہے"

پس یہ لوگ سازشیں تو کرتے رہتے تھے۔ اور اپنے مطلب کی باتیں کہلوانے کی کوشش کرتے۔ مگر کبھی کھلی جرأت نہ کرتے بلکہ دبے رہتے۔ اور وقت کا انتظار کرتے۔ لیکن اندر ہی اندر ان اعتراضات کی دھن میں لگے رہتے تھے۔ چنانچہ ان لوگوں کی کوشش کا نتیجہ تھا کہ ڈاکٹر عبدالحکیم مرتد نے کفر اسلام کا مسئلہ پیش کر دیا۔

حضورؑ نے ڈاکٹر عبدالحکیم مرتد کو بھی بہت نرمی کا خط لکھا۔ اور سمجھایا۔ کہ ہم نے کسی پر کفر کا فتوےٰ نہیں لگایا۔ بلکہ ان لوگوں کے علماء نے ہم پر کفر کا فتوےٰ لگایا۔ مگر ان لوگوں نے اپنے مولویوں کے فتووں کے خلاف کبھی آواز نہیں اٹھائی۔ اور کبھی نہیں کہا کہ یہ فتوےٰ غلط ہے۔ اور ہم اسے نہیں مانتے اگر ان لوگوں نے علماء سے اختلاف نہیں کیا۔ اور اس فتوےٰ کی تردید نہیں کی۔ تو ہم کیسے ان لوگوں کو مسلمان سمجھ لیں۔ پس اب تو یہ اعتراض درست نہیں۔ ہم نے کسی مسلمان کو کافر کہنے میں ابتداء نہیں کی۔ ان کے علماء نے فتوےٰ لگانے میں ابتداء کی۔ اور ان لوگوں نے اس فتوےٰ کو درست جان کر ہماری جماعت کو اسلام سے خارج سمجھ کر ظلموں کا نشانہ بنا لیا"

مگر ان نصائح کا اثر ڈاکٹر عبدالحکیم پر کچھ نہ ہوا۔ تب ان اعتراضات کی وجہ سے ہی حضورؑ نے ڈاکٹر عبدالحکیم مرتد کو اپنی جماعت سے خارج کر دیا۔

پس

جبکہ کفر اسلام کا مسئلہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسوقت بالکل صاف فرما دیا۔ اور اسے قابل قبول نہ ٹھہرایا۔ تو اب کون عقلمند اسے قابل قبول جان سکتا ہے

دراصل کچھ لوگ تھے۔ جو اسوقت قلب کی بیماری سے بیمار تھے وہی لوگ اب تک چلے جاتے ہیں۔ اور ان کی بیماری اب تپ دق کی صورت اختیار کر چکی ہے۔ ورنہ یہ تو کھلی کھلی بات ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام غیر احمدیوں کو اسلام کے صحیح عقائد پر قائم سمجھتے تو اپنی جماعت کو ان سے الگ ہی کیوں کرتے۔

میں اس جگہ مولوی محمد علی صاحب کو بھی نصیحت کرتا ہوں۔ کہ اگر ان میں واقعی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے کوئی غیرت اور حمیت ہے تو وہ اپنے اس ڈھکوسلے سے توبہ کر لیں اور بابو محمد اور ڈاکٹر عبدالحکیم مرتد کے انجام کو دیکھیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ہی لوگوں کو نظر آ گیا تھا اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ تمام وہ لوگ جو (بقیہ)

(بقیہ) وفاداری کے مقام سے گرے۔ اور ایسی باتیں کرتے رہے۔ خواہ وہ لاہوری تھے یا کوئی اور یہ سب کے سب سلسلہ سے کٹ گئے۔ اور خدا کے برگزیدہ سے دور ڈال دیئے گئے۔

میں کیونکر مسلمان ہوا

صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی

حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی ایک بلند پایہ بزرگ ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سچے عاشق اور سلسلہ میں فدائیت کی روح رکھنے والے بے نفس بزرگ ہیں۔ آپ ہندوؤں سے مسلمان ہوئے تھے۔ آپ نے جناب مرزا برکت علی صاحب آف آبادان کے بار بار کے اصرار پر اپنے اسلام لانے کے حالات قلمبند فرمائے۔ اور میرے بار بار عرض کرنے پر یہ حالات مجھے پڑھنے کے لئے دئیے۔ جن پر میں نے قبضہ کر لیا۔ اور ان کی مرضی کے خلاف محض اس لئے اس سلسلہ کو شائع کر رہا ہوں۔ کہ ممکن ہے کوئی پیاسی روح اس کے پڑھنے سے تسلی پائے۔ اور اسے اسلام کی طرف راہنمائی ہو۔ میں امید کرتا ہوں کہ بھائی جی مجھے اس جسارت اور جرأت پر معاف فرمائیں گے۔

بھائی جی نے اگرچہ مجھے اس کے شائع کرنے کی اجازت نہیں دی۔ مگر میں اب اس چیز کو سلسلہ کی متاع خیال کرتا ہوں۔ اس لئے میں نے اس کی جرأت کی ہے۔

محمود احمد عرفانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

هو الناصر

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

استغفر اللہ۔ استغفر اللہ۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ۔ لاحول و لا قوۃ الا باللہ۔ لاحول و لا قوۃ الا باللہ۔ و لاحول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

والدہ محترمہ نے جنم پتری کی رو سے جو بکرمی سمت و تاریخ بتائی۔ اس کی رو سے میری پیدائش یکم جنوری ۱۸۷۹ء مطابق ۷ محرم الحرام ۱۲۹۶ھ ہجری المقدس بروز بدھ کو ہوئی۔ اور میں اپنے والدین کا پلوٹھا بیٹا بنا۔ کنجروڑ دتاں تحصیل شکرگڑھ ضلع گورداسپور میری دادھیال مقام پیدائش ہے۔

میرے والد ماجد کا نام نامی اور اسم گرامی مہتہ گورانداس اور والدہ مکرمہ معظمہ کا نام "پاربتی" دیوی ہے۔

میرے والد بزرگوار موہیال قوم کی موہن شاخ۔ اور میری والدہ محترمہ موہیال قوم کی دت شاخ سے تھیں۔

میرے والد محترم کے دو اور بڑے بھائی تھے۔ جن میں سے بڑے کا نام مہتہ ہیمراج اور چھوٹے کا نام مہتہ لال چند تھا۔ اور میرے دادا بزرگوار کا نام نامی مہتہ ہیرا لعل تھا۔

موہیال قوم سات مختلف موہیوں کے مجموعہ کا نام ہے جن کی تاریخی روایات نہایت ہی شاندار ہیں کئی مبسوط کتب اس قوم کے تاریخی حالات کی حامل ہیں۔ جن میں سے ایک مختصر سی کتاب گلشن موہیالی میں نے بھی ننکانہ وار کے زمانہ میں پڑھی تھی۔ کسی زمانہ میں یہ قوم ہندوستان۔ کشمیر اور کابل تک حکومت کی مدعی ہے۔ اور اپنی بہادری اور تیغ زنی کی روایات پر اس کو بڑا فخر ہے۔ اور عرب یا عراق عرب اور یونان تک سے اپنے تعلقات بیان کرتی ہے۔ واللہ اعلم

والدہ ماجدہ سنایا کرتی تھیں کہ میرے آباؤ ممدوٹ (ریاست ہے ضلع فیروزپور میں) سے تعلق رکھتے تھے۔ اور ان کو حکومت کے کاروبار میں بڑا دخل و تصرف تھا۔ اور اکثر ریاست کی شمشیر کے بہترین پرزے اور نواب صاحب ممدوٹ کے معتمد تھے خاندان میں سے کوئی تعلیم اسلام سے متاثر ہو گیا۔ اور اس نے اظہار اسلام کر دیا۔ جس کی وجہ سے موہن قوم کے افراد نواب صاحب کے مخالف ہو گئے۔ اور جب باوجود مطالبہ و اصرار نواب صاحب نے برضا و رغبت مسلمان ہونے والے کو ان کے حوالے نہ کیا۔ بلکہ اس کی حمایت و امداد کی تو ساری موہن قوم نواب صاحب کے خلاف برسر پیکار ہو گئی۔ اور پھر تلوار کو نیام میں نہ کیا۔ جب تک کہ ایک ایک کر کے نواب صاحب کی افواج قاہرہ کی تلوار کا لقمہ نہ بن گئے۔ اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ بعض بڈھے۔ بچے اور مستورات کے سوا کوئی باقی نہ بچا۔ اور جو بچا اس نے ترک وطن کیا۔ اور کنجروڑ میں آ کر اپنی دت برادری کے پاس بود و باش اختیار کر لی۔

میں ابھی چالیس دن کا بھی نہیں ہوا تھا۔ کہ میری والدہ میں ابھی ۴۰ دن کا بھی نہیں ہوا تھا کہ میری والدہ اپنے والد صاحب چوہدری گوپال داس صاحب کے پاس مٹھاچک تحصیل پھالیہ ضلع گجرات جس حصہ گاؤں میں میرے نانا رہتے تھے (وہ اس حلقہ کے پٹواری مال تھے) اس میں دو تین گھرانے شریف زمیندار مسلمان بھی رہتے تھے۔ گرمی کے موسم میں ایک رات جبکہ والدہ محترمہ بے خبر سوتی تھیں۔ میں چارپائی سے نیچے گرا اور رویا مگر والدہ کی نیند نہ کھلی۔ ایک مسلمان عورت مریم نام جسے محلہ والے ماں مریاں (مریم) پکارتے اٹھیں۔ اور انہوں نے مجھے محبت سے گود میں لیا۔ اور باقی رات مجھے نہایت محبت و مہربانی سے اپنی چھاتی سے لگائے رکھا۔ والدہ محترمہ کو جب ہوش آیا تو وہ گھبرائیں اور رونے لگیں۔ مگر ماں مریم نے ان کی تسلی مجھے دکھا کر کرائی۔ اور والدہ کو نصیحت کی۔ مگر اسی دن سے ماں مریم کو مجھ سے ایسی محبت ہو گئی۔ کہ وہ مجھے رات کو بھی جدا نہ کرتیں۔ اور اکثر روزانہ مجھے گود میں لے کر قرآن کریم کی تلاوت فرمایا کرتیں۔

اس زمانہ میں ہندو مسلم تعلقات برادرانہ ہوا کرتے تھے اور بھائی بندوں کی طرح ہندو مسلمان ایک دوسرے کی خوشی اور غم میں شریک ہوتے تھے۔ چنانچہ میں محترمہ ماں مریم کی گودیوں میں قرآن کریم سنتے سنتے پلا۔ اور بڑھا۔ اکثر وہیں کھاپی بھی لیا کرتا تھا۔ کیونکہ اس زمانہ میں چنداں چھوت چھات کا بھی رواج نہ تھا۔

جب ہوش سنبھالا اور چار پانچ برس کا ہو گیا۔ تب میرے نانا صاحب بزرگوار نے تعلیم کی غرض سے جکالیاں (جو تحصیل پھالیہ میں ایک قصبہ ہے۔ اور مٹھاچک سے غالباً تین میل کے فاصلہ پر ہو گا) کے مدرسہ میں داخل کرا دیا۔ جہاں روزانہ میں دوسرے لڑکوں کے ساتھ جاتا۔ روٹی گھر سے پکوا کر لے جاتا۔ اور بھوک لگتی تو وہیں کھا لیا کرتا۔ اور شام کو رخصت ہوتی تو واپس گھر آ جایا کرتا۔

معلوم ہوتا ہے کہ میری عادات کو جو مسلمان (مریم) کی صحبت کی وجہ سے اسلامی رنگ میں ڈھلتی جا رہی تھیں نانا صاحب نے بدلنے کی پوری کوشش کی ہو گی۔ کیونکہ سکول کی ابتدائی زندگی کا ایک واقعہ مجھے اب تک یاد ہے کہ ایک روز ایک مسلمان لڑکا مجھ سے چھو گیا۔ جبکہ میرے ہاتھ میں میرا کھانا تھا۔ میں نے وہ کھانا پھینک دیا اور دن بھر بھوکا روتا رہا۔

مجھے یاد پڑتا ہے کہ وہ چھوئی ہوئی خوراک میرے کسی دوسرے ہندو ساتھی نے اٹھا کر رکھ لی۔ اور جب وہ کھانے بیٹھے تو مجھے بھی میری روٹی کھا لینے کو کہا بلکہ اصرار بھی کیا۔ اور مجھے تسلی دلائی کہ کچھ حرج نہیں۔ اور ہم کسی کو بتائیں گے بھی نہیں وغیرہ۔ مگر میں نے اس کے کھانے سے انکار پر اصرار کیا۔ اور کہا کہ بھرشٹ چیز کے کھانے سے موت بھلی لگتی ہے۔ چنانچہ دن بھر گرمی کے لمبے دن کو پانچ چھ سال کی عمر میں۔ میں نے پانی پی پی کر کاٹ دیا۔ جب بھوک ستاتی۔ مدرسہ کے قریب ہی ایک رہٹ والا کنواں چلتا تھا۔ جاتا اور پانی پی کر پیٹ بھر آتا۔

ملکی رواج کے مطابق میرے ماں باپ نے بھی اظہار محبت و الفت کی غرض سے میرے کان چھدوا رکھے تھے اور ہر ایک کان میں تین سوراخ کرا کے بالیاں اور ہاتھ پاؤں میں جھنجھنے دار کڑے اور پاونٹے پہنا رکھے تھے۔ بار بار کنوئیں پہ آتے جاتے دیکھ کر کسی سنگ دل کو حرص و طمع کی آگ لگی۔ اور ایک مرتبہ جبکہ شدت گرما . . . . کی وجہ سے ہو کا عالم تھا۔ اور ہر طرف سناٹا تھا مجھے بھوک بار بار ستاتی۔ اور میں پانی کی طرف دوڑتا۔ اس مرتبہ جو میں گیا۔ تو رہٹ چلانے والے نے موقع پا کر ادھر ادھر دیکھ کر پانی پیتے کے گلے میں ایک کپڑا ڈال کر کھینچ

گھسیٹتے ایک گڑھیال کے اندر جا پہنچا۔ اور میرے سینے پر گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گیا۔ میرے گلے کی ہنسلی نہایت بے رحمی سے کھینچ کر اتاری۔ اور جب زور سے میری چیخیں نکلیں۔ تو اس نے میرا گلا ایسا دبایا کہ میری آنکھیں باہر نکلنے کو آئیں۔ اور میرا دم ایسا گھٹا کہ میں بے ہوش ہوگیا۔

نہ معلوم پھر کیا ہوا۔ ہنسلی اور ایک کپڑا ہوش آنے پر میرے ساتھ میں نے نہ دیکھا۔ اور وہ آدمی بھی پھر میں نے نہ دیکھا۔ میں ایسا سہما ہوا تھا کہ ہوش آتے ہی پاؤں سر پر رکھ کر بھاگا۔ اور سکول جا کر کسی کو نہ بتایا کہ ماجرا کیا ہے۔ البتہ لڑکوں نے میرا حال دیکھ کر اور زیور اترے ہوئے دیکھ کر ماسٹر صاحب سے کہا۔ انہوں نے مجھ سے ماجرا پوچھا۔ جو میں نے عن وعن سنایا۔ وہ کنوئیں پر گئے۔ ادھر ادھر پوچھا۔ مگر انہوں نے کانوں پر ہاتھ رکھے۔ کہ ڈاکا کا بھار کنوئیں پر آیا ہی نہیں۔ ہم نے تو اب دیکھا ہے پہلے اس کی شکل تک سے آشنا نہیں۔

شام کو جب گھر پہنچا۔ نانا صاحب کو حال معلوم ہوا۔ انہوں نے بھی موقع پر پہنچ کر دریافت کیا۔ مگر کون اقرار کرتا۔ آخر جان بچی۔ لاکھوں پائے۔ صبر کیا۔ اور سبق سیکھا۔ اس دن سے میرے زیور اتار دیئے گئے۔ اور مجھے یاد نہیں کہ پھر میری شادی کے ایام کے سوا کبھی پہنائے گئے ہوں۔

میرے کانوں کے چھ چھیدوں میں سے چار تو آج ۱۹۳۸ء تک موجود ہیں۔ اور یہ امید ہے کہ قبر میں بھی میرا ساتھ دیں گے۔ باقی دو جو کان کے نچلے نرم اور گوشت دار حصہ میں تھے۔ گو چکے ہیں۔ مگر نشان ان کے بھی زندگی بھر جانے والے نہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ اس لالچی سفاک کو کوئی کھٹکا ہوا۔ جبکہ ہنسلی اتارنے کی وجہ سے میری بلبلاہٹ نکلی۔ کوئی ادھر کو آتا ہوگا۔ جس کی وجہ سے وہ سنگدل جو ہاتھ آیا۔ اس کو غنیمت جان کر بھاگ نکلا۔

بہر حال یہ ایک ایسا سبق تھا جو میرے سرپرستوں کے بھی کام آیا۔ اور میرے لئے بھی خضر راہ بنا۔

اسی زمانہ میں مجھے اپنی والدہ محترمہ کے ساتھ پاکپٹن جانا پڑا۔ جہاں میرے والد بزرگوار بسلسلہ ملازمت سکونت پذیر تھے۔ جکالیاں میں بھی ابھی تعلیم کے بالکل ہی ابتدائی ایام تھے۔ نئی جگہ اور نئے حالات کے باعث پاکپٹن میں میں سکول نہ جا سکا۔ اور اس کا باعث وہ صدمہ بھی تھا۔ جو والدہ کو میرے زیورات کے باعث ابھی ابھی پہنچ چکا تھا۔ وہ مجھے آنکھوں سے اوجھل کرنا پسند ہی نہ کرتی تھیں اس طرح یہ دن نازو ادا کی وجہ سے کھیل کود ہی میں گذرنے اور پڑھنا تو درکنار پچھلا آموختہ بھی بھول گیا۔

پاکپٹن میں ہمارا قیام چند ماہ سے زیادہ نہ ہوا۔ اس جگہ کے تین واقعات میں سے دو تو مجھے کبھی یاد آجایا کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک تو یہ ہوا کہ مکان کی چھت سے گر کر میری ایک ٹانگ ٹوٹ گئی۔ جس کی وجہ سے والدہ محترمہ کو سخت تکلیف اٹھانا پڑی۔ آخر اللہ پاک نے رحم فرمایا اور ٹانگ اچھی ہوگئی۔ تو ایک روز محترمہ والدہ ماجدہ کے ہمراہ کسی تالاب پر نہانے کو چلا گیا۔ جس پر عورتوں کے نہانے کیلئے الگ الگ پردہ دار چار دیواری بنی ہوئی تھی۔ بڑی بڑی عورتوں اور جوان لڑکیوں کو بے تکلف نہاتے دیکھ کر میں نے بھی بے دھڑک چھلانگ لگا دی۔ اور پانی چونکہ بہت گہرا تھا نیچے ہی بیٹھ گیا۔ جب عورتوں کی چیخ پکار سے کچھ بن نہ آیا۔ تو ان کے واویلا پر کوئی مرد آئے۔ جنہوں نے مجھے نیم جان باہر نکالا۔ اور اس طرح محض خدا کے فضل سے پھر سے نئی زندگی ملی

تیسرا واقعہ مجھے یاد نہیں۔ مگر جنابہ والدہ صاحبہ اسے ہمیشہ دہرایا کرتی تھیں۔ خصوصاً میرے اسلام کے بعد جب بھی تشریف لاتیں ایک سرد آہ بھر کر فرمایا کرتیں۔ لچھن تو پہلے ہی سے ایسے تھے۔ مگر افسوس ہم نے سمجھا نہیں تھا۔

(باقی آئندہ)

فنانشل سکرٹری صاحب تحریک جدید کا ضروری اعلان

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے دشمن کے اسلام اور احمدیت کے حملہ آور ہونے پر مخلصین جماعت کے سامنے جو مطالبہ رکھا۔ اسے جس اعلیٰ شان اور خوبی کے ساتھ جماعت نے لبیک کہا۔ اس کی مثال یقیناً صرف صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین میں ہی ملتی ہے۔

جن جماعتوں اور افراد نے حضور کے ہاتھ پر یہ عہد کیا ہے کہ وہ اپنا وعدہ ابتدائی مہینوں میں پورا کر دیں گے ان کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ "تحریک جدید سال چہارم" کی پہلی سہ ماہی" ۲۸ فروری کو ختم ہوگئی۔ کیونکہ تحریک جدید کا چوتھا سال یکم دسمبر ۱۹۳۷ء سے شروع ہے۔ جن دوستوں کے وعدہ ماہ دسمبر۔ جنوری اور فروری میں سے کسی مہینہ میں ادا کرنے کا تھا۔ مگر وہ کسی وجہ سے معذور رہے۔ ان کو چاہیئے کہ اس مہینہ میں "سابقون الاولون" کے ثواب کو حاصل کرلیں۔ اور جن دوستوں نے یہ وعدہ کیا تھا کہ قسط وار ادا کریں گے۔ مگر گذشتہ تین ماہ سے کوئی قسط باقی ہے تو وہ اس مہینہ میں ادا کریں۔ مگر ایسے دوستوں کو یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ قسطوں کا ماہوار ادا کرنا ہی ان کے لئے زیادہ آسانی کا موجب ہے پس آئندہ ہر مہینہ قسط وار ادا کرتے جانا چاہیئے۔ تا زیادہ بوجھ ہو کر تحریک جدید کے چندے کی ادائیگی جو خوشی اور آزاد مرضی کا چندہ ہے گراں گزرے۔ جن دوستوں کا وعدہ ہی مارچ میں ادا کرنیکا ہے۔ ان کو چاہیئے۔ کہ اپنے عہد کے مطابق اپنی رقم بروقت ادا فرماویں۔

اس کے علاوہ وہ احباب جن کا وعدہ آئندہ کسی مہینہ میں دینے کا ہے۔ یا آخر پر ماہ نومبر میں دینے کا وعدہ ہے ان کو یاد رہنا چاہیئے۔ کہ تحریک جدید کے چندہ ابتدائی مہینوں میں ادا کرنا ہی زیادہ ثواب اور حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی دعا کا محرک اور سب سے بڑھ کر "سابقون الاولون" ثواب حاصل کرنے کا موجب ہے۔ پس ان کو بھی جہانتک ممکن ہو جلدی ادا کرنا چاہیئے۔

ایسے تمام دوستوں کو چاہیئے۔ کہ اس ثواب کے حصول کے لئے پوری کوشش کریں۔ اور سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشادات کو اپنے ذہن نشین کرلیں۔

(۱) اگر آپ کے اخراجات کی زیادتی آپ کے لئے مانع ہے تو یاد رکھیں اخراجات کی زیادتی کے زیادہ تر ذمہ وار آپ ہی ہیں۔ سلسلے کی ذمہ واری دوسرے نمبر پر نہیں بلکہ پہلے نمبر پر ہے"

(۲) "اگر آپ کے راستہ میں مشکلات ہیں تو یاد رکھیں یہ مشکلات اوروں کے راستہ میں بھی ہیں۔ مگر باوجود اس کے وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانی سے نہیں ڈرے۔ بلکہ ابھی اور قربانی کرنے کو تیار ہیں"

(۳) آپ کو ان دلیلوں سے تسلی نہیں ہونی چاہیئے جن سے لوگوں کو خاموش کر سکیں بلکہ ان سے جو قیامت میں خدا تعالیٰ کے حضور پیش کر سکیں۔

(۴) "وہ شخص جو نفس کیلئے عذر تلاش کرنے میں لگا رہتا ہے۔ ناکام رہتا ہے۔ کامیابی کا منہ وہی دیکھتا ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرنے میں سختی سے کام لیتا ہے" (۵) "سلسلے کے کاموں کو اپنے کاموں پر مقدم سمجھو۔ سلسلے کی تبلیغ کو اپنے بیوی بچوں سے باتیں کرنے پر مقدم سمجھو۔ اور سلسلے کی "مالی ضروریات" کو اپنی مالی ضرورتوں پر مقدم سمجھو۔ (۶) "اپنے اندر وہ حالت پیدا کرو کہ جب بھی خدا کی آواز کانوں میں پڑے تمہارا سر اسی جگہ جھک جائے۔ اور تمہارے اندر اس کے خلاف ایک ذرا سی بھی جنبش پیدا نہ ہو۔ یہ وہ ایمان ہے جو حقیقی ایمان کہلاتا ہے

. . . . یہ وہ ایمان ہے

جو دل سے ہر قسم کے گند دور کرکے انسان کو قوم کا سپاہی بنا دیتا ہے" (۷) "اخلاص اور عدم اخلاص بہت موٹی چیزیں ہیں۔ اور یہ فوراً نظر آجاتی ہیں جسے اخلاص ہوتا ہے اسے اپنے محبوب کی ہر چیز پیاری معلوم ہوتی ہے۔ مگر جس کے اندر اخلاص کا مادہ نہیں ہوتا وہ محبت کا دعوےٰ تو کرتا ہے۔ لیکن اس کے آثار اس کے اندر نہیں پائے جاتے"

بالآخر کارکنان جماعت سے التماس ہے کہ وہ تحریک جدید سال چہارم کے چندے کو کامیاب کرنیکے لئے توجہ فرمائیں جسقدر جلد سے جلد تحریک جدید کا چندہ ادا کرینگے۔ اسی قدر آپ کو زیادہ ثواب ہوگا۔ اور ایسا ہی جد و جہد کرنے والے احباب کو بھی برابر کا ثواب ملیگا۔ اللہ تعالےٰ توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ خاکسار برکت علی فنانشل سکرٹری تحریک جدید

وصایا

نمبر ۵۹۸۹

منکہ امۃ اللہ بنت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب قوم سید عمر ۱۸ سال۔ پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰-۲-۳۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں

میری وفات کے وقت جس قدر میری جائیداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

(۱) زیور مالیتی پانصد روپیہ۔ تفصیل زیور۔ کڑے ایک جوڑہ چوڑیاں۔ چھ عدد بندے جوڑہ۔ تاگا۔ ٹیپ۔ انگوٹھی سب طلائی ہیں۔

(۲) نقد پانصد روپیہ۔ اس وقت کل ایک ہزار۔ آئندہ اگر میری کوئی آمد ہو گی۔ تو اس کا دسواں حصہ بھی دیا کرونگی اس وقت کوئی نہیں۔

العبد:۔ امۃ اللہ۔

گواہ شد۔ محمد اسمٰعیل والد موصیہ۔

گواہ شد:۔ مرزا محمد شفیع بقلم خود۔

نمبر ۵۹۷۸

منکہ مرزا عزیز احمد ولد مرزا سلطان احمد قوم مغل برلاس عمر ۴۸ سال۔ تاریخ بیعت ۱۹۰۵ء ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸-۲-۳۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے

(۱) پانچ مربعہ اراضی واقعہ چک نمبر ۳۶-۳۷ نزد اوکاڑہ ضلع منٹگمری۔

(۲) اراضی بقدر ساٹھ گھماؤں واقعہ قادیان جس میں میرا نصف حصہ ہے۔

(۳) اراضی بقدر پندرہ گھماؤں واقعہ موضع بھینی بانگر۔ ضلع گورداسپور جس میں میرا نصف حصہ ہے۔

(۴) چند دکانات جن میں میرا نصف حصہ ہے۔

(۵) مکان رہائشی واقعہ قادیان جس میں میرا نصف حصہ ہے

. . . .

اس جائیداد کے علاوہ میری آمد بصورت تنخواہ اسوقت سات سو ستر روپے ماہوار ہے۔ میں اپنی آمد اور جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر اس آمد میں اضافہ ہو۔ تو اس نسبت سے حصہ آمد زیادہ ادا کرتا رہوں گا۔ نیز میری وفات پر جو جائیداد ثابت ہو۔ اس کے بھی اتنے حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہو گی۔

العبد:۔ مرزا عزیز احمد۔

گواہ شد:۔ مرزا بشیر احمد۔ گواہ شد:۔ چوہدری عبدالرحیم محلہ دارالرحمۃ قادیان

نمبر ۵۹۸۱

منکہ عزیزہ رضیہ بیگم زوجہ مرزا گل محمد صاحب رئیس قادیان عمر تخمیناً ۴۴ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸-۲-۲۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اس وقت میری جائیداد حسب ذیل ہے

(۱) مہر جو خاوند کے ذمہ واجب الادا ہے پندرہ ہزار روپیہ -/۱۵۰۰۰

(۲) نقد چھ صد روپیہ۔

(۳) بصورت زیور چھ صد روپیہ۔

میں اس جائیداد مذکورہ بالا کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز میری وفات پر۔ اگر اس کے علاوہ اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ اگر میں کوئی رقم اپنی زندگی میں ادا کروں۔ تو وہ حصہ وصیت کردہ سے منہا سمجھا جائے گا۔

العبد:۔ عزیزہ رضیہ بیگم بقلم خود

گواہ شد:۔ احسان علی فیض عام میڈیکل ہال قادیان۔

گواہ شد:۔ مرزا گل محمد بقلم خود خاوند موصیہ۔

نمبر ۵۹۸۰

منکہ مرزا امیر احمد ولد مرزا بشیر احمد صاحب قوم مغل پیشہ طالب علم عمر ۱۹ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸-۲-۳۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ البتہ مجھے والد صاحب کی طرف سے مبلغ عہ روپے بطور ذاتی خرچ ملتے ہیں۔ میں اس رقم کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور آئندہ اس آمد میں جس قدر اضافہ ہو گا۔ اس کا بھی دسواں حصہ صدر انجمن احمدیہ کو ساتھ ساتھ ادا کرتا رہوں گا۔ نیز میرے مرنے پر میری جو جائیداد ثابت ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ مالک ہو گی۔

العبد:۔ مرزا امیر احمد۔

گواہ شد:۔ مرزا بشیر احمد والد موصی۔

گواہ شد۔ مرزا حمید احمد برادر موصی۔

نمبر ۵۹۷۹

منکہ نصیرہ بیگم بنت مرزا عزیز احمد صاحب ایم۔ اے قوم مغل برلاس عمر ۱۹ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰-۲-۳۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد اسوقت حسب ذیل ہے۔

ایک کنٹھی مالیت تین سو پچاس روپیہ۔ چوڑیاں طلائی مالیت ایک سو پچاس روپے۔ کانٹے مالیت پچیس روپیہ۔ اس کے علاوہ میرا جیب خرچ دس روپیہ ماہوار ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت میں بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں میرے مرنے کے بعد اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس کی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔

العبد:۔ نصیرہ بیگم۔ گواہ شد۔ مرزا عزیز احمد۔ گواہ شد:۔

جماعت احمدیہ قادیان نے یوم التبلیغ کس طرح منایا

۶ مارچ کو مقامی جماعت احمدیہ نے غیر مسلموں میں تبلیغ اسلام پوری سرگرمی کے ساتھ کی۔ بعد نماز فجر اندرون قصبہ کے دوستوں کو مسجد نور میں مولانا عبدالرحیم صاحب نیر نے تبلیغ سے متعلق نصائح کیں دفاتر اور مرکزی سکولوں میں رخصت کی گئی۔ اور کاروباری دوستوں نے اپنے کاروبار بند کر کے صبح سے شام تک تبلیغ کی۔ تمام محلہ جات کے سکرٹریان تبلیغ کو قبل از وقت مختلف جہات کے دیہات تقسیم کروئے گئے تھے۔ تاکہ آبادی کے لحاظ سے وہاں مبلغین بھیج دیں۔

صبح ۸ بجے تمام محلہ جات کے دوست اپنی اپنی مسجد میں جمع ہوئے۔ اور بعد دعا وفود کی صورت میں جن کا ایک امیر مقرر تھا۔ تبلیغ کے لئے روانہ ہوئے۔ اس موقعہ پر نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے گورمکھی۔ ہندی اور اردو میں نہایت مفید ٹریکٹ بہت بڑی تعداد میں شائع کئے گئے۔ جو وفود کے امراء کو دیہات کی آبادی کے مطابق تقسیم کرنے کے لئے دیئے گئے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سا تبلیغی لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ ناخواندہ طبقہ کو ٹریکٹ پڑھ کر سنائے گئے۔ اور زبانی تبلیغ کی گئی۔ بعض دوست دور کے دیہات میں بذریعہ سائیکل یا بذریعہ ٹرین گئے تقریباً ہر جگہ لوگوں نے مبلغین کی باتوں کو توجہ سے سنا۔ اور کسی قسم کا کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا۔ مہتمم صاحب نشر و اشاعت مولوی ابوالعطاء صاحب جالندھری نے بعض دیہات کا بغرض معائنہ دورہ کیا۔ بعض احباب نے قادیان کے غیر مسلموں کو تبلیغ کی۔ جن میں سے ۱۹ کس نے معہ بال بچوں کے اسلام قبول کیا۔